محمد اسحاق

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

پچھلے دنوں میری نظروں سے جناب سفیان ثوری کی مطبوعہ تفسیر گذری جو مولانا امتیاز علی عرشی رام پوری (لائبریرین رضا لائبریری۔ رام پور) نے شائع کرائی ہے۔ مولانا نے اس پر بڑا کارآمد مقدمہ لکھا ہے اور امام ثوری کے حالات قلم بند کیے ہیں۔ اس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ یہ کتاب حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ (محمد اسحٰق)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نحمدہٗ ونستعینہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم وعلٰی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ط

سلسلۂ وحی کا آغاز ان آیات سے ہوا ہے جو اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ علم اور کتابت اللہ تعالٰی کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی جو سب سے پہلی آیت پڑھی۔ وہ یہ ہے:۔

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۔ اِقۡرَاۡ وَرَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ (العلق ۱ — ۵)

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی

سب سے بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ مقدسہ میں اس بات کے لیے کوشاں رہے کہ اپنے ارشد تلامذہ کے لیے علم کے مخفی خزانوں کو کھول دیں۔ آپؐ نے ان پر شرف علم اور فضیلت کتابت کو واضح کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جس قوم کی عظیم اکثریت آں حضرت کی بعثت کے وقت اُمّی اور اَن پڑھ لوگوں پر مشتمل تھی۔ وہ بہت ہی قلیل مُدّت میں زیورِ علم سے مزین اور جواہرِ حکمت سے آراستہ ہو گئی۔ یہ فضیلت اسے اس کتاب مقدس کی خدمت کے صلے میں حاصل ہوئی جو دنیا اور عقبیٰ میں انسان کی نجات اور فوز و فلاح کی ضامن ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب پاک میں ایک خوبی یہ ہے کہ یہ ادبیت کے ان اعلیٰ معیاروں پہ پوری اُترتی ہے، جو عربوں کا خاص حصّہ ہے اور جس کی وجہ سے انھوں نے اپنے سوا دوسروں کو عجمی قرار دے رکھا تھا۔ یہی وہ ادبی معیار اور پیمانے ہیں جنھوں نے ان کی عنانِ توجہ کو اس بات کی طرف موڑا کہ یہ اس کی حفظ و کتابت کریں، اس کے معانی کو غور و فکر کے زاویوں میں لائیں۔ جس چیز کا یہ حکم دیتی ہے اس پر عمل پیرا ہوں، اور جس چیز سے روکتی ہے، اس سے رُک جائیں۔ جو قصائد و اشعار عربوں کے لیے سرمایۂ افتخار تھے۔ قرآن کے نزول کے بعد وہ ان سے یک قلم دست کش ہو گئے۔ اور اس پورے پلندے کو انھوں نے ان شیاطین کے منہ پر دے مارا جو زمانۂ جاہلیت کے ابتدائی دَور سے ہی ان کے ذہن و دماغ پر مرتسم کیا کرتے تھے۔

یہ کتاب باریک اور عمیق صفاتِ الٰہیہ کے اسرار و رموز کو اپنے دامنِ بابرکت میں سمیٹے ہوئے تھی۔ اخلاقِ عالیہ، ضوابطِ سیاسیہ اور مضبوط و محکم تمدن کا بے نظیر مجموعہ تھی۔ گذشتہ امتوں کے واقعات و حالات پر حاوی تھی، اور دنیا و آخرت میں فکرِ صحیح کی طرف رہنمائی کرنے والی تھی اس لیے ضروری تھا کہ اس میں ایسے مقامات بھی آئیں جن کی طرف اس نئی قوم کی عقل رسائی نہ کر سکتی ہو۔ سوال یہ ہے۔ کیا انھوں نے ایسے پیچیدہ مقامات میں اپنی آرا و افکار کو ٹھونسنے کی جرأت کی؟ بخدا ہرگز نہیں! بلکہ انھوں نے ان مقامات کو سلجھنے کے لیے آنحضرت

کے بابِ عالی پر دستک دی۔ رضی اللہ عنہم۔

اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا تھا کہ:۔

لاتحرك بہ لسانك لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قرأناہُ فاتبع قرانہٗ ثم ان علینا بیانہٗ ۔ (القیامہ ۔ ۱۶-۱۹)

تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک پڑھنا ہمارے ذمہ ہے جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت پڑھے ہوئے کی اتباع کرو پھر بیشک اس کا ظاہر کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

ایسا بھی ہوا ہے کہ وحی الٰہی کے مشکل مقامات کی اللہ تعالیٰ نے خود تفسیر کر دی ہے، جیسا کہ اس آیت کا معاملہ ہے۔

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ ۔

یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے۔

اس کی تفسیر لفظ "مِنَ الْفَجْرِ" (البقرہ) پوسٹ کرنے سے کی گئی۔ اس کی دوسری تشریح رسول اللہ نے کی اور آیت کے اشکال کو دور فرمایا۔

دوسری آیت اس سے پہلے نازل ہوئی، مثلاً:

وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ۔

جنھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے مخلوط نہ کیا ہو۔

کی تفسیر اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (الانعام ۔ ۱۳)

یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔

سے کی گئی

آں حضرت نے اپنے ان پاکیزہ الفاظ سے قرآن کی تفسیر کی جن کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اگر ان کی نسبت آپ کی طرف صحیح ہو تو ان کا درجہ وحیِ خفی کے برابر ہوتا ہے۔ ہر وہ چیز جو اللہ اور اس کے رسول نے قرآن عزیز کی تفسیر و تشریح سے متعلق کہی، صحابہ نے محفوظ کر لی اور اسے شکرو

امتنان کے ساتھ تابعین سے بیان کیا۔ (مفتاح السعادۃ ۲/۴۰۴، ۴۰۵)

لیکن انھوں نے دو وجوہ سے ان روایات کو کتب وصحائف کی شکل میں جمع نہیں کیا۔ اول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

لَا تَكْتُبُوا عَنِّيْ وَمَنْ كَتَبَ عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْاٰنِ فَلْيَمْحُهُ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۵۳۸ طبع دہلی ۱۳۲۳ھ)

میری کوئی چیز نہ لکھو جس شخص نے قرآن کے سوا میری کوئی بات لکھی ہو وہ اسے مٹا ڈالے۔

دوسرے یہ کہ آں حضرت کی برکتِ صحبت سے صحابہ کرام اپنے خلوصِ عقیدہ آپ کے قربِ عہد اختلاف و حوادث کی قلت اور مراجع ثقات کی وجہ سے علم شرع و احکام کی تدوین سے بے نیاز تھے حتیٰ کہ ان میں سے بعض حضرات تو کتابتِ علم کو برا سمجھتے تھے۔ (حاجی خلیفہ جلد اول ص ۳۳)

تابعین کا زمانہ

جب صحابہ کا زمانہ ختم ہوگیا، یا ختم ہونے کے قریب پہنچا تو تابعین کا دور آیا۔ اس زمانہ میں ہر طرف اسلام کی نشر و اشاعت ہوگئی تھی۔ صحابہ اقطارِ عالم میں پھیل گئے تھے۔ نئے نئے فتنے ابھر آئے تھے۔ فکر و رائے میں اختلاف پیدا ہوگئے تھے۔ فتاووں کی کثرت ہوگئی تھی، بڑے بڑے اہل علم مرجع خلائق بن گئے تھے۔ سو انھوں نے حدیث و فقہ اور علوم قرآن کی جمع و تدوین کا آغاز کیا۔ (حاجی خلیفہ جلد اول ص ۳۳)

انھوں نے سب سے پہلے علوم قرآن کو مدوّن کیا چنانچہ تفاسیر میں سے سب سے پہلی تفسیر ابو العالیہ رفیع بن مہران الریاحی (متوفی ۹۰ھ) کی ہے۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن سے ربیع بن انس نے روایت کی ہے۔

پھر مجاہد بن جبیر (متوفی ۱۰۱ھ) کی تفسیر ہے۔

پھر عطار بن ابی رباح (متوفی ۱۱۴ھ) کی اور

پھر محمد بن کعب القرظی (متوفی ۱۱۷ھ) کی تفسیر ہے۔ (حاجی خلیفہ جلد اول صـ ۴۲۷)

مفسرین کا گروہ چار مدارسِ فکر میں منقسم ہے۔

پہلی جماعت مفسرین مکہ کی ہے جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے تلامذہ پر مشتمل ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ امت محمدیہ کے سب سے بڑے ماہر قرآن ہیں۔ یہ "حبر الامت" کے لقب سے معروف ہیں آنحضرت نے ان کے لیے ان الفاظ میں دعا فرمائی تھی:

اللّٰھم علمہ الحکمۃ وتاویل القرآن (الاستیعاب۔ جلد اول ص ۳۷۲)

اے اللہ! انھیں حکمت و دانائی اور تفسیر قرآن کا فہم عطا فرما۔

دوسری جماعت۔ مفسرین کوفہ کی ہے جن کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے حضورؐ نے یہ دعا کی تھی:۔

من احب ان یقرا القرآن غضا کما انزل فلیقراہ علی قراءۃ ابن ام عبد۔ (الاستیعاب جلد اول ص ۳۶۲)

جو شخص صحیح قرآن پڑھنا چاہے وہ ابن ام عبد کی قرأت کے مطابق پڑھے۔

تیسری جماعت مدینہ منورہ کے مفسرین قرآن کی ہے۔ یہ حضرات اصحاب زید بن اسلم العدوی ہیں اور یہی وہ جماعت ہے جو قدماء مفسرین کے پُر افتخار لقب سے ملقب ہے۔

تبع تابعین کا زمانہ

تابعین کے بعد تبع تابعین کا زمانہ آیا۔ انھوں نے اپنی جدوجہد اور مساعی کے رُخ کو اس مواد کے جمع کرنے کی طرف موڑا، جو آیات کی تفسیر کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین سے مروی ہے۔ انھوں نے ان تینوں مدارس فکر میں جو اپنی مخصوص روایات کی وجہ سے زمانۂ تابعین میں ممتاز تھا کوئی تفریق پیدا نہیں کی۔

انھوں نے علم تفسیر کو چھوٹی اور بڑی کتابوں کی صورت میں مدوّن کیا اور ان کی تدوین باعتبار علم کے پہلی کتابوں سے زیادہ جامع تھی۔ اس باب میں زیادہ شہرت شعبہ بن حجاج (متوفی ۱۶۰ھ) سفیان بن سعید ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) وکیع بن جراح (متوفی ۱۹۷ھ) سفیان بن عیینہ (متوفی ۱۹۸ھ) یزید بن ہارون (متوفی ۲۰۶ھ) اور اسحٰق بن راہویہ (متوفی ۲۳۸ھ) کو حاصل ہوئی۔

ان کی تفسیروں کا درجۂ فضیلت

یہ بات ثابت ہو گئی کہ ان کی کتابوں میں وہ تمام روایات موجود ہیں جو تفسیر قرآن کے بارے میں صحابہ اور تابعین سے مروی ہیں اور اس ضمن میں ان کے احتیاط کا یہ عالم تھا کہ آگ کے دہکتے ہوئے انگاروں پر تو چل سکتے تھے لیکن کتاب اللہ کے فہم و تفسیر میں اپنی رائے کو دخیل نہیں ہونے دیتے تھے اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ فہم قرآن کی بصیرت نہیں رکھتے تھے یا اس کی خدمت سے دامن کشاں تھے، بلکہ اس کا اصل باعث اللہ کا یہ فرمان ہے:-

لا تقف ما لیس لك به علم (بنی اسرائیل) "جس چیز کا تمھیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو۔"

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔

من فسر القرآن برأيه فاصاب فقد اخطاء

جس شخص نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی، اگرچہ اس نے درست تفسیر کی تاہم اس نے یہ غلط کام کیا۔

آں حضرت کا یہ بھی ارشاد ہے:-

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار

جو قرآن میں بغیر علم کے باتیں کرتا ہے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ کو بنالے

علاوہ ازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:-

ای سماء تظلنی، وای ارض تقلنی لو قلت فی القرآن برأی

کون سا آسمان مجھے اپنے سایہ میں رکھے گا اور کون سی زمین مجھے پناہ دے گی۔ اگر میں اپنے ارادہ و رائے سے کام لینے لگوں۔

ان حالات میں ظاہر ہے اس پورے گروہ میں سے ہر ایک کی وہی تفسیر ہے جسے صحابہ و تابعین نے سمجھا ہے یہ سرچشمۂ ہدایت ہے اور اس طریق و منہاج کا خزانہ ہے جس نے دنیا میں صحیح دعوت و تحریک کے لیے غور و فکر کی راہوں کو آسان کر دیا۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ اس طبقۂ عالیہ میں سے کسی کی تفسیر اور اس سلسلے کی کوئی کتاب بھی ہمارے پاس موجود نہیں - اس ضمن میں زیادہ سے زیادہ جو چیز ہمارے ہاتھ آتی ہے وہ ابوجعفر بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ ھ) کی وہ تفسیر ہے جس میں انھوں نے ان کی اکثر روایات کو جمع کر دیا ہے - باقی روایات دستِ برُدِ زمانہ کی نذر ہوگئی ہیں - مگر میں تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اور میرے لیے فخر کا دروازہ کھول دیا ہے یعنی میں نے رضا لائبریری رام پور (ہندوستان) میں ایک چھوٹی سی قلمی کتاب دیکھی جو سفیان ثوری کے تفسیری مواد کو اپنے دامنِ صفحات میں لیے ہوئے تھی - یہ وہی سفیان ثوری ہیں جنھوں نے کہا تھا :

سلونی عن المناسك والقرآن . فانی بهما عالم

(الجرح - جلد ۲ - ص ۲۲۴)

مجھ سے حج اور قرآن کے مسائل دریافت کرو، میں انھیں جانتا ہوں -

میں اس عظیم الشان کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر ادا کرتا ہوں - میں اپنے اس دور کے علما محققین کی مدد سے اس کی تصحیح اور ترتیب و تحشیہ میں مشغول ہوگیا - اور میں ایک طویل و مسلسل اور تھکا دینے والی جد و جہد کے بعد اس قابل ہوا ہوں کہ بحث و تلاش کے ان نتائج کو اپنے معاصر علما کی خدمت میں کتابی شکل میں پیش کروں - میں امید کرتا ہوں وہ عنایت و قبول کی نظروں سے اس کا خیر مقدم کریں گے -

اللہ ہی بہتر توفیق بہم پہنچانے والا اور مدد کرنے والا ہے اور وہی درجۂ قبولیت بخشنے اور بہتر اجر عطا کرنے والا ہے ۔